

چہرے کا پردہ

واجب، مستحب یا بدعت؟ (۳)

تحریر: حافظ محمد زبیر

دلیل ثالث:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِينَ إِنَّهُ لَا وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُودُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۚ إِنْ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تَخَفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۚ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۚ﴾ (الاحزاب)

”اے ایمان والو! نبی (ﷺ) کے گھروں میں داخل مت ہو مگر یہ کہ تم کو کھانا کھانے کے لیے بلایا جائے (ایسے وقت میں) کہ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے لیکن جب تم کو (کھانے کے لیے) بلایا جائے تو اسی وقت جاؤ پھر جب کھانا کھا لو تو (وہاں) سے چلے جاؤ اور باتیں کرنے کے لیے جی لگا کر نہ بیٹھو۔ بے شک تمہارا یہ عمل پیغمبر کو تکلیف دیتا ہے اور وہ تم سے (کچھ کہنے سے) شرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے نہیں شرماتا۔ اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز

مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ (عمل) بہت زیادہ پاک کرنے والا ہے تمہارے دلوں کو اور ان (ازواجِ مطہرات) کے دلوں کو بھی۔ اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول (ﷺ) کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم آپ کی بیویوں سے آپ (کی وفات) کے بعد کبھی بھی نکاح کرو۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو چھپا لو تو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ان (ازواجِ مطہرات) پر کوئی گناہ نہیں اپنے باپوں (سے پردہ نہ کرنے) کے بارے میں اور اپنے بیٹوں سے اور اپنے بھائیوں سے اور اپنے بھتیجیوں سے اور اپنے بھانجیوں سے اور اپنی (مسلمان) عورتوں سے اور اپنے غلام کوٹھڑیوں سے اور تم (اے ازواجِ مطہرات) اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔“

آیہ مبارکہ کا شانِ نزول

۱) اس آیہ مبارکہ کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال عمر قلت يا رسول الله يدخل عليك البر والفاجر فلو أمرت

أمهات المؤمنين بالحجاب فانزل الله آية الحجاب (۷۸)

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے گھر میں نیک اور فاسق ہر قسم کے لوگ آتے رہتے ہیں، کاش کہ آپ امہات المؤمنین کو پردے کا حکم دیں، تو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت نازل فرمادی۔“

۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت بھی بیان کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

أَنَا أَعْلَمُ النَّاسَ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أَهْدَيْتِ زَيْنَبُ الْي رَسُولَ

اللَّهِ ﷺ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنْعُ طَعَامٍ وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا

يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ

فَانْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ

لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظَرٍ إِنَّهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

فَضْرَبَ الْحِجَابَ وَقَامَ الْقَوْمُ (۷۹)

”میں اس آیت یعنی آیتِ حجاب کے (سببِ نزول کے) بارے میں سب سے

زیادہ جانتا ہوں۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو آپ کے لیے تیار کیا گیا اور وہ آپ

کے ساتھ گھر میں تھیں، آپؐ نے کھانا تیار کیا اور صحابہؓ کی دعوت (ولیمہ) کی۔ (کھانا کھانے کے بعد) لوگ بیٹھ کر باتیں کرنے لگ گئے۔ آپؐ باہر نکلتے اور واپس آتے تو لوگ پھر بھی بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَبْظٍ لَّيْنٍ إِنَّهُ سَلَكَ رُجُومًا مِّنْ دُونِهَا وَمَنْ يُضِلَّهُ يَشْطَرِهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِأَنَّهُ يُضِلُّهُ اللَّهُ وَهُوَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ سے لے کر ﴿مَنْ وَرَّاءَ حِجَابٍ﴾ تک وحی نازل فرمائی۔ پس (اس کے بعد) پردہ ڈال دیا گیا اور لوگ اٹھ کر چلے گئے۔“

آیت کے اجزاء

- ۱) اس آیت مبارکہ میں چار (۴) باتوں کا تذکرہ ہے:
 - ۲) جس مسئلہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ مسئلہ حجاب ہے۔
 - ۳) اس آیت میں خطاب ازواجِ مطہرات ﷺ سے ہے۔
 - ۴) حکم حجاب کے وجوب کا ہے۔
 - ۵) علت طہارتِ قلب کا حصول ہے، یعنی دل پاک ہو جائیں۔
- پہلی تین باتیں تو ایسی ہیں جن پر منکرین و مخالفین حجاب کا بھی اتفاق ہے۔ لیکن چوتھی بات میں اختلاف ہے۔ اس لیے تمام منکرین حجاب ازواجِ مطہرات کے لیے تو پردے کا وجوب اس آیت سے ثابت کرتے ہیں، لیکن عام اہل ایمان عورتوں کو اس آیت کے حکم میں شامل نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک یہ آیت مبارکہ ازواجِ مطہرات کے حق میں خاص ہے اور ازواجِ مطہرات کو پردے کا حکم دینے کی علت ان کا احترام و اکرام ہے نہ کہ طہارتِ قلب۔ ذیل میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ کیا یہ آیت مبارکہ ازواجِ مطہرات کے لیے ہی خاص ہے یا اس کا حکم عام اہل ایمان عورتوں کو بھی شامل ہے؟

حکم کی علت

حجاب کا جو حکم اس آیت مبارکہ میں وارد ہوا ہے وہ معلل ہے۔ (یعنی اس کی علت یعنی وجہ بیان کی گئی ہے)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ﴾

”(اے مسلمانو!) پس تم ان (ازواجِ مطہرات) سے پردے کے پیچھے سے سوال کرو اور یہ بات تمہارے دلوں کو بھی بہت زیادہ پاکیزہ رکھنے والی ہے اور ان کے دلوں کو بھی۔“

حکم کی علت جو کہ نص میں بیان ہوئی ہے وہ ﴿ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِمْ﴾ ہے۔ یہ علت عام ہے کیونکہ طہارتِ قلب کی ضرورت جتنی ازواجِ مطہرات کو ہے اتنی ہی عام مسلمان عورتوں کو بھی ہے لہذا علت عام ہوئی اور علت کا عام ہونا حکم کی عمومیت کی دلیل ہے۔ نص میں مذکور اس قسم کی علت کو معلوم کرنے کے طریقہ کار کو اصولیین کے نزدیک ”مسلك الايماء والتنبیه“ کہتے ہیں۔ امام شوکانیؒ اس مسلک کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المسلك الثالث الايماء والتنبیه وضابطه الاقتران بوصف لو لم يكن هو او نظيره للتعليل لكان بعيدا فيحمل على التعليل دفعا للاستبعاد (۸۰)

”مسلك علت میں سے تیسرا مسلک ”الايماء والتنبیه“ ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ حکم کسی ایسے وصف کے ساتھ ملا ہوا ہو کہ اگر وہ وصف یا اس کی نظیر علت نہ ہوتی تو وہ حکم بعید از فہم ہوتا لہذا اس وصف کو اس حکم کی علت بنایا جائے گا تاکہ حکم کی تفہیم میں رکاوٹ کو دور کیا جاسکے۔“

علامہ شنفیٹیؒ ”مسلك الايماء والتنبیه“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو ان يقترن وصف بحكم شرعى على وجه لو لم يكن فيه ذلك الوصف علة لذلك الحكم لكان الكلام معينا عند العارفين (۸۱)

”مسلك الايماء والتنبیه“ یہ ہے کہ کوئی حکم شرعی کسی وصف کے ساتھ اس طرح مل کر آئے کہ اگر وہ وصف اس حکم کی علت نہ بنایا جائے تو وہ کلام عارفین کے نزدیک عیب والا کلام ہوگا۔“

اگر ہم حکم حجاب کے فوراً بعد مذکورہ وصف ”طہارتِ قلوب“ کو اس کی علت نہ مانیں تو یہ کلام ”عیب والا کلام“ شمار ہوگا۔ لہذا ثابت یہ ہوا کہ ”طہارتِ قلوب“ حکم حجاب کی علت ہے کیونکہ کلام الہی ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔

اصل سے فرع میں حکم کا اجراء

جب حکم کی علت معلوم ہوگئی تو قیاس کے معروف اصول سے حجاب کا حکم ازواجِ مطہرات کی طرح عام اہل ایمان عورتوں کے لیے بھی ثابت ہو گیا۔ ارکانِ قیاس چار ہیں: اصل، فرع، حکم اور علت۔ مذکورہ آیت میں اصل ”ازواجِ مطہرات“ ہیں، فرع ”عام اہل

ایمان کی عورتیں، ہیں، حکم ”حجاب“ کا ہے اور علت ”طہارتِ قلب“ ہے۔ عام اہل ایمان عورتیں ازواجِ مطہرات کی نسبت ”طہارتِ قلوب“ کی زیادہ محتاج ہیں۔ لہذا جب علت کا اصل (ازواجِ مطہرات) کی نسبت فرع (عام اہل ایمان عورتوں) میں زیادہ اثبات ہے تو حکم حجاب بھی ازواجِ مطہرات کی نسبت عام اہل ایمان عورتوں میں زیادہ تاکید کے ساتھ ہوگا۔

آیت حجاب کی عمومیت

یہ آیت مبارکہ اُمہات المؤمنین کے ساتھ ساتھ تمام اہل ایمان عورتوں کو بھی شامل ہے۔ درج ذیل قرآن اس حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں۔

(۱) اصول تفسیر کا قاعدہ: اصول تفسیر کا یہ قاعدہ ہے ”العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب“۔ (۸۲) کہ تفسیر کرتے ہوئے الفاظ کے عموم کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ سبب نزول کا۔ یہ آیات تو اگرچہ اُمہات المؤمنین کی شان میں نازل ہوئیں، یعنی ان آیات کا سبب نزول خاص ہے، لیکن اعتبار سببِ نزول کی خصوصیت کا نہ ہوگا بلکہ الفاظ کی عمومیت کا ہوگا۔ لہذا اس قاعدے کے مطابق اہل ایمان عورتیں بھی اُمہات المؤمنین کی طرح ان آیات کی مخاطب ہیں، کیونکہ قرآن کی اکثر آیات کا نزول کسی خاص سبب سے ہی ہوا ہے۔ اگر ہر آیت مبارکہ کو اس کے سببِ نزول کے ساتھ ہی خاص کر دیا جائے تو قرآن کے ابدی احکامات ایک خاص دور کے خاص افراد کے لیے مخصوص ہو کر رہ جائیں گے جو کہ اسلام کی ہمہ گیریت کے منافی ہے۔

(۲) اہل ایمان عورتوں کا عمل: صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد ازواجِ مطہرات کے ساتھ ساتھ عام اہل ایمان عورتوں نے بھی پردہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسلمان عورتوں کا یہ عمل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس آیت مبارکہ کے احکامات ازواجِ مطہرات کے علاوہ عام مسلمان عورتوں کو بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی یہ روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ:

”كُنَّا نَغْطِي وَجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَكُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي الْأَحْرَامِ“ (۸۳)
 ”ہم اپنے چہروں کو لوگوں سے ڈھانپ لیتی تھیں اور اس سے پہلے احرام کی حالت میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں“۔

لہذا عام مسلمان عورتوں کے طرزِ عمل سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت مبارکہ عام ہے۔

(۳) دلالتِ اُولیٰ: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں ہی ازواجِ مطہرات کو اُمتِ مسلمہ کی مائیں قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ جبکہ اس کے ساتھ ساتھ درج ذیل نص ﴿وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا﴾ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات کے ساتھ نکاح کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات جو کہ تمام اُمت کی مائیں ہیں اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی حرام ٹھہرایا گیا، اس کے باوجود اُن کو پردے کا حکم دیا گیا تو عام مسلمان عورتوں کے بارے میں شر کے خیالات پیدا ہونا ازواجِ مطہرات کی نسبت زیادہ آسان ہے لہذا عام مسلمان عورتوں کے لیے حجاب کے احکامات بالاولیٰ ثابت ہوتے ہیں۔

(۴) آیت مبارکہ کا سیاق و سباق: اس آیت مبارکہ کا سیاق و سباق بھی اس بات پر شاہد ہے کہ یہ آیت عام ہے۔ آیت کے شروع میں ہی اہل ایمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں اور یہ حکم عام ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جس طرح آپؐ کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہونا منع ہے اسی طرح عام مسلمانوں کے گھروں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ علاوہ ازیں اس کے بعد آنے والی آیت بھی حکمِ حجاب کے عموم کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَ فِي آبَائِهِنَّ﴾

”ان کے اوپر ان کے باپوں کے بارے میں (اُن سے پردہ نہ کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں حجاب کے حکم سے مستثنیٰ افراد کو بیان کیا جا رہا ہے اور اس استثناء کی عمومیت پر اجماع ہے۔ یعنی یہ جو مستثنیٰ افراد کی فہرست بیان کی گئی ہے یہ فہرست صرف ازواجِ مطہرات کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ فہرست عام مسلمان عورتوں کے لیے بھی ہے۔ جب مستثنیٰ عام ہے تو مستثنیٰ منہ یعنی حکمِ حجاب بھی عام ہے کیونکہ عام کا استثناء عام سے ہی ہوتا ہے۔ اس لیے ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے:

لما أمر الله النساء بالحجاب عن الاجانب بين ان هؤلاء الاقارب لا

يجب الاحتجاب منهم كما استثناهم في سورة النور عند قوله تعالى

﴿وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾ (۸۴)

”جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عورتوں کو (مذکورہ آیت میں) حجاب کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ ان قریبی رشتہ داروں کی ایک فہرست بھی بیان کر دی جن سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں کو سورۃ النور کی آیت ﴿وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ میں مستثنیٰ قرار دیا ہے۔“

اس سورۃ کی آیت ۵۹ میں ”نِسَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ“ کے الفاظ سے اس بات کی مزید تاکید ہو جاتی ہے کہ یہ حجاب کا حکم عام ہے اور تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

(۵) جلیل القدر مفسرین کی آراء: متقدمین و متاخرین مفسرین کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس آیت مبارکہ کے حکم کو عام قرار دیا ہے۔ ذیل میں ہم چند ایک جلیل القدر مفسرین کی عبارات نقل کئے دیتے ہیں:

☆ امام طبریؒ کی رائے: علامہ ابن جریر طبری اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿وَاِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ يقول : واذا سألتهم ازواج رسول الله ﷺ ونساء المؤمنين اللواتي لسن لمن لكم بازواج متاعا ”فاسئلوهم من وراء حجاب“ (۸۰) يقول : من وراء ستر بينكم وبينهن

”اور جب تم ان سے کچھ مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔“ یعنی جب تم اللہ کے رسول ﷺ کی بیویوں اور ان مسلمان عورتوں سے جو کہ تمہاری بیویاں نہیں ہیں کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔“

☆ علامہ قرطبی کی رائے:

في هذه الآية دليل على ان الله تعالى اذن في مسألتهم من وراء حجاب في حاجة تعرض او مسئلة يستفتين فيها ويدخل في ذلك جميع النساء بالمعنى وبما تضمنه اصول الشريعة من ان المرأة كلها عورة بدنها وصوتها كما تقدم فلا يجوز كشف ذلك الا لحاجة (۸۶)

”یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے کسی ضرورت کے تحت یا فتویٰ طلب کرنے کی غرض سے ازواج مطہرات سے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس حکم میں تمام عورتیں شامل ہیں، کیونکہ شریعت کے اصولوں

سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت تمام کی تمام پردہ ہے، اس کا سارا جسم بھی اور آواز بھی پردہ ہے، جیسا کہ یہ بحث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ پس عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔“

☆ امام ابو بکر الجصاص کی رائے: امام ابو بکر الجصاص اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وهذا الحكم وان نزل خاصا في النبي وازواجه فالمعنى علم فيه وفي غيره اذ كنا مأمورين باتباعه والاقتداء به الا ما خصه الله به دون امته (۸۷)

”یہ حکم اگرچہ نبی ﷺ اور آپ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوا ہے لیکن اس آیت کا مفہوم آپ اور آپ کے غیر دونوں کو شامل ہے، کیونکہ ہمیں ہر بات میں آپ کی اتباع اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے، سوائے ان احکامات کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے علاوہ آپ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔“

(۶) اصول فقہ کا قاعدہ: علم الاصول کا یہ قاعدہ ہے کہ واحد کا خطاب تمام امت کو شامل ہوتا ہے، کیونکہ سب تکلیف میں سب برابر ہیں، الا یہ کہ اس حکم کی خصوصیت کی کوئی دلیل ہو۔ علامہ البانی اس قاعدے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اذا خاطب الشارع الحكيم فردا من الامة او حکم عليه بحکم فهل يكون هذا الحكم عاما في الامة؟ الا اذا قام دليل التخصيص؟ او يكون خاصا بذلك المخاطب؟ اختلف في ذلك علماء الاصول، والحق

الاول، وهو الذي رجحه الشوكاني وغيره من المحققين (۸۸)

”جب شارع حکیم اللہ سبحانہ و تعالیٰ امت کے کسی فرد سے خطاب کریں یا اس کو کوئی حکم جاری کریں تو کیا یہ حکم تمام امت کے لیے عام ہوگا سوائے اس کے کہ اس کی تخصیص کی کوئی دلیل ہو؟ یا یہ حکم اس مخاطب کے ساتھ خاص ہوگا؟ علمائے اصول کا اس مسئلے میں اختلاف ہے، لیکن پہلا قول حق ہے اور اسی قول کو امام شوکانی اور دوسرے محققین نے ترجیح دی ہے۔“

علامہ شنیطی مذکورہ اصول کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومن الأدلة على ان حکم آية الحجاب علم: هو ما تقرر في الاصول

من ان خطاب الواحد يعم حكمه جميع الامه ولا يختص الحكم
بذلك الواحد المخاطب^(۸۹)

”آیہ حجاب کے بیان کردہ حکم کے عام ہونے میں جو دلائل بیان کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ قاعدہ بھی ہے جسے آپ علم الاصول میں اس طرح سے بیان کرتے ہیں: ”واحد کا خطاب تمام اُمت کو شامل ہوتا ہے اور حکم اس اکیلے واحد مخاطب سے متعلق نہیں ہوتا۔“

مذکورہ بالا اصول سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت حجاب عام ہے اور اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے۔

پروفیسر صاحب کی دو غلط فہمیاں اور ان کا جواب
اس آیہ مبارکہ کی تشریح و توضیح میں پروفیسر صاحب سے دو جگہ پر غلطی ہوئی، جس کی ہم صحیح کیے دیتے ہیں۔

(۱) حجاب سے کیا مراد ہے؟

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ ”حجاب سے یہاں مراد پہناوا یا لباس نہیں بلکہ مراد دروازے، دیوار یا کسی اور چیز کی اوٹ ہے۔“^(۹۰)

حجاب کا لفظ آڑ، اوٹ یا پردے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

الحجاب : الستر والحجاب ما احتجب به وكل ما حال بين
شيئين حجاب^(۹۱)

”حجاب سے مراد ”پردہ“ ہے۔ اور حجاب کا لفظ ہر اُس چیز کے لیے مستعمل ہے جس کے ذریعے پردہ کیا جائے اور ہر وہ چیز جو کہ دو اشیاء کے درمیان آڑ ہو حجاب کہلاتی ہے۔“

گویا کہ ہر وہ چیز جس کو آڑ، اوٹ یا پردے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہو وہ حجاب ہے چاہے وہ دیوار ہو، دروازہ ہو، لباس ہو یا دیگر کپڑے ہوں۔ اس لحاظ سے لفظ حجاب عام ہے، کسی قسم کی رکاوٹ ہی کیوں نہ ہو یہ لفظ اس کو شامل ہے جبکہ پروفیسر صاحب لفظ حجاب کو دیوار یا دروازے کی آڑ کے ساتھ خاص کر رہے ہیں جو کہ اس کے لغوی مفہوم کے بھی منافی ہے اور اصطلاحی معنی کے بھی۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ جو علماء لفظ حجاب کا یہ مفہوم مراد لیتے ہیں جو

کہ پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں وہ اس مفہوم کو بیان کر کے ازواج مطہرات کے لیے یہ حکم ثابت کرتے ہیں کہ ان کے لیے اپنی ”ذات“ کو چھپانا بھی واجب تھا۔ حالانکہ یہ موقف بالکل غلط ہے۔ صحیح احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ ازواج مطہرات کو ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی اجازت دی گئی تھی، ان کے لیے پردے میں لوگوں کے سامنے آنے کی رخصت تھی۔ پروفیسر صاحب نے ان علماء کی لفظ حجاب کی مخصوص تشریح تو لی لیکن وہ علماء لفظ حجاب کی اس تعبیر سے جو بات ثابت کرنا چاہ رہے ہیں پروفیسر صاحب خود اس کے قائل نہیں ہیں۔ ازواج مطہرات کے لیے اپنے ”جسم“ کو چھپانا واجب تھا نہ کہ ”ذات“ کو (اس کے لیے چند احادیث ملاحظہ کی جاسکتی ہیں)۔ قاضی عیاضؒ کا موقف یہ تھا کہ ازواج مطہرات کے لیے اپنی ”ذات“ کو چھپانا بھی واجب تھا۔ ابن حجرؒ قاضی عیاضؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فرض الحجاب مما اختصاص به، فهو فرض عليهن بلا خلاف في الوجه والكفين فلا يجوز لهن كشف ذلك في شهادة ولا غيرها ولا اظهار شخوصهن وان كن مستترات (۹۲)

”حجاب کی فرضیت ازواج مطہرات کے لیے خاص ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کے لیے چہرے اور ہاتھوں دونوں کا چھپانا واجب تھا اور ان کے لیے شہادت یا اس قسم کے دوسرے معاملات میں بھی اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا جائز نہ تھا اور ان کے لیے یہ بھی جائز نہ تھا کہ وہ اپنی ذات کو دوسروں پر ظاہر کریں چاہے وہ پردے میں ہی کیوں نہ ہوں۔“

ابن حجرؒ قاضی عیاضؒ کے اس موقف کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وليس فيما ذكره دليل على ما ادعاه من فرض ذلك عليهن وقد كن بعد النبي يحججن ويظفن وكان الصحابة ومن بعدهم يسمعون منهن الحديث وهن مستترات الابدان لا الاشخاص (۹۳)

”قاضی عیاضؒ نے جو بات کی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ ان پر فرض تھا۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کی بیویاں (نفل) طواف اور حج کرتی تھیں اور صحابہ کرامؓ ان سے حدیث سنتے اس حال میں کہ انہوں نے اپنے اجسام کو چھپایا ہوتا تھا نہ کہ اپنی ذات کو۔“

اس آیہ مبارکہ میں ذات کو چھپانا مقصود کلام نہیں ہے، بلکہ جسم کو چھپانا کلام کا مقصود ہے، چاہے کپڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔ ہماری اس رائے کی تائید جلیل القدر مفسرین کی آراء سے بھی ہوتی ہے۔

☆ ابن جریر طبری کے نزدیک حجاب کا مفہوم: ابن جریر طبری آیت ﴿فَاسْتَلَوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ کی تعبیر میں فرماتے ہیں:

سوالکم ایاهن المتاع اذا سألتموهن ذلك من وراء حجاب اطهر لقلوبکم وقلوبهن من عوارض العین فیها التي تعرض فی صدور الرجال من امر النساء وفي صدور النساء من أمر الرجال واحدى من ان لا يكون للشيطان علیکم وعلیہن سبیل^(۹۴)

”تمہارا ان ازواجِ مطہرات سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا پردے کے پیچھے سے ہونا چاہیے یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں میں بھی آنکھ سے پیدا ہونے والے غلط جذبات و خیالات کو پاک کرنے والی ہے جو کہ مردوں کے دلوں میں عورتوں سے متعلق پیدا ہو جاتے ہیں اور عورتوں کے دلوں میں مردوں سے متعلق پیدا ہوتے ہیں، اور زیادہ مطلوب یہی ہے کہ تمہارے معاملے میں یا ان کے معاملے میں شیطان کو کوئی راستہ نہ مل سکے۔“

☆ امام رازی کے نزدیک لفظ حجاب کا مفہوم: امام رازی فرماتے ہیں:

قوله ﴿فَاسْتَلَوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ امر بسدل الستر علیہن وذلك لا یكون الا بكونهن مستورات محجوبات وکان الحجاب وجب علیہن^(۹۵)

”﴿فَاسْتَلَوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ یہ حکم ہے کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکا لیں اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب کہ وہ پردے میں چھپی ہوئی ہوں اور ان پر حجاب واجب تھا۔“

(۲) حجاب کی علت

پروفیسر صاحب کی دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے حجاب کے حکم کی اس علت کو نظر انداز کرتے ہوئے جو کہ نص میں بیان ہوئی ہے، احترام و اکرام کو حکم کی علت بنایا ہے۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

”ایک اچھے معاشرے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ عورت کا احترام کیا جائے۔ اس اعتبار سے ازواجِ مطہرات خاص احترام کی سزاوار ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکم دیا گیا کہ کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے ان کو جیتے جی یا وفات کے بعد تکلیف ہو اسی احترام کے پیش نظر آپ کی ازواج کو آپ کی وفات کے بعد شادی کی اجازت نہیں دی گئی۔“ (۹۶)

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور ازواجِ مطہرات ﷺ ہمارے لیے حد درجہ قابلِ احترام و اکرام ہیں، لیکن مذکورہ بالا آیت میں دیے گئے حکمِ حجاب کی علت بہر حال آپ یا ازواجِ مطہرات کا احترام و اکرام نہیں ہے، جیسا کہ تمام منکرینِ حجاب یہی علت بیان کرتے ہیں، بلکہ اس حکم کی اصل علت تطہیرِ قلوب ہے جو کہ نص میں بیان ہو گئی ہے۔ جو لوگ ”حرمتِ ازواج“ کو حکمِ حجاب کی علت بناتے ہیں ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ حرمت صرف ازواج کے لیے مخصوص تھی کہ ان کو تو حجاب کا حکم دے دیا اور بیٹیوں کے لیے یہ حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس لیے بیٹیوں کو حجاب کا حکم نہ تھا؟ اور یہ امر واقعہ ہے کہ تمام منکرینِ حجاب ازواجِ مطہرات کے لیے تو پردہ واجب قرار دیتے ہیں، لیکن آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے کسی قسم کے پردے کا اثبات نہیں کرتے۔ ہمارا پروفیسر صاحب سے یہ سوال ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹیوں کے لیے پردہ تھا یا نہیں؟ اگر تھا تو اس کی دلیل کیا ہے اور اگر نہیں تھا تو جو علت ازواجِ مطہرات کے پردے کے حوالے سے آپ یا منکرینِ حجاب بیان کر رہے ہیں اس علت سے آپ ﷺ کی بیٹیوں کے لیے بھی پردہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی بعض بیٹیاں آپ کی بعض بیویوں سے بھی عزت و حرمت میں بڑھ کر ہیں، جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے آپ ﷺ کا فرمان بھی موجود ہے: ((سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) (۹۷) کہ ”آپ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔“

دلیلِ رابع :

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَغْفِنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (النور)

”اور بڑی بوڑھی عورتوں میں سے وہ جو کہ نکاح کی امید نہیں رکھتیں، تو ان کے اوپر

کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے (اضافی) کپڑے اتار رکھیں اس حال میں کہ وہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر وہ بچ کر رہیں تو یہ ان کے لیے بہت زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔“

اس آئیہ مبارکہ میں بوڑھی عورتوں کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے اضافی کپڑے مثلاً جلباب وغیرہ اتار دیں اور ان کا چہرہ ظاہر بھی ہو جائے تو ان کے لیے کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اس رخصت کو دو شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا:

(۱) وہ عورتیں ایسی ہوں کہ جو بڑھاپے کی وجہ سے نکاح سے مایوس ہو چکی ہوں، یعنی نہ ہی ان کو حیض آتا ہو نہ ہی حمل ٹھہرنے کی کوئی امید ہو نہ ان کے اندر کوئی جنسی خواہش ہو اور نہ ان کے حوالے سے کسی کو جنسی خواہش پیدا ہو سکتی ہو۔

(۲) دوسری شرط یہ لگائی کہ وہ عورتیں زیب و زینت کے ساتھ یعنی بناؤ سنگھار کر کے اس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں؛ اگر وہ کھلے چہرے کے ساتھ اجنبی افراد کے سامنے آنا چاہتی ہیں تو انہیں بغیر میک اپ کے سادہ چہرے کے ساتھ اجنبیوں کے سامنے آنے کی رخصت ہے۔

لیکن ان دو شرائط کے بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ: ﴿وَأَنْ يَسْتَعِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾ ”اگر وہ اس رخصت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ان کے لیے بہت زیادہ بہتر ہے۔“ یعنی اگر وہ پردہ کریں تو یہ ان کے لیے افضل ہے اگر نہ کریں تو رخصت ہے۔

ثیاب سے مراد:

ثیاب سے مراد اضافی کپڑے ہیں مثلاً جلباب یا نقاب وغیرہ نہ کہ دوپٹہ یا سینے کو ڈھانپنے والی چادر جیسا کہ مفسرین نے اس کی وضاحت کی ہے۔

ابن جریر طبری ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فليس عليهن حرج ولا اثم ان يضعن ثيابهن يعني جلابيهن وهي القناع الذي يكون فوق الخمار والرداء الذي يكون فوق الثياب لا حرج عليهن ان يضعن ذلك عند المحارم من الرجال وغير المحارم من الغرباء غير متبرجات بزينة (۹۸)

”ان (بوڑھی عورتوں) پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ اپنے کپڑے یعنی جلباب وغیرہ

اتار کر رکھ دیں اور جلباب سے مراد وہ نقاب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر لیا جاتا ہے اور وہ چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر لی جاتی ہے۔ ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ یہ نقاب یا چادر اپنے محرم اور غیر محرم افراد کے سامنے اتار رکھیں، لیکن زینت ظاہر نہ کریں۔“

امام بغوی آیت (فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يعنى يضعن بعض ثيابهن وهي الجلباب والرداء الذي فوق الثوب والقناع الذي فوق الخمار فأما الخمار فلا يجوز وضعه^(۹۹)

”(کپڑے اتارنے سے) مراد یہ ہے کہ وہ اپنے بعض کپڑے اتار رکھیں اور وہ جلباب اور چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر ہوتی ہے یا وہ نقاب جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔ جہاں تک دوپٹے کا تعلق ہے اس کا اتارنا جائز نہیں ہے۔“
علامہ زحشری ”ثياب“ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والمراد بالثياب الظاهرة كالمحففة والجلباب الذي فوق الخمار^(۱۰۰)

”ثياب“ سے مراد وہ کپڑے ہیں جو کہ ظاہر ہوں (یعنی اوپر اوڑھے ہوں۔ مثلاً اوڑھنی) اور جلباب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔“

آیت ہذا سے چہرے کے پردے پر استدلال؟

آیت مبارکہ میں ”فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ“ کے الفاظ کے ذریعے ”الْقَوَاعِدُ“ یعنی بوڑھی عورتوں کو پردہ نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے اور اس کا ”مفہوم مخالف“ یہ ہے کہ جو عورتیں جوان ہیں اور وہ نکاح کی امید رکھتی ہیں، اگر وہ پردہ نہ کریں گی تو گناہگار ہوں گی۔ آیت کے الفاظ ہیں: ”فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ“ کہ ان بوڑھی عورتوں پر گناہ نہیں ہے۔ گویا کہ کچھ ہیں جن پر گناہ بھی ہے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو کہ بوڑھی نہ ہوں، یعنی جوان ہوں۔ استدلال کا یہ طریقہ کار اصولیین کے نزدیک مفہوم مخالف کہلاتا ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزہیلی ”مفہوم مخالف“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهو دلالة الكلام على نفي الحكم الثابت للمذكور عن السكوت،

لانتفاء قيد من قيود المنطوق ويسمى دليل الخطاب لان دليله من

جنس الخطاب اولاً لان الخطاب دل عليه^(۱۰۱)

”مفہوم مخالف سے مراد یہ ہے کہ جو حکم (خطاب الفاظ سے) سے ثابت ہو رہا ہے کلام اس کے برعکس حکم کی نفی پر دلالت کرے اور اس کی وجہ منطوق کی قیود میں کسی قید کا نہ ہونا ہو اس کو ”دلیل خطاب“ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دلیل جنس خطاب میں سے ہے یا خطاب اس پر دلالت کرتا ہے۔“

حواشی

- (۷۸) رواہ البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾
- (۷۹) رواہ البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾
- (۸۰) ارشاد الفحول، امام شوکانی، ص ۱۹۷۔
- (۸۱) اضواء البيان، علامہ شنیطی، جلد ۶، ص ۵۸۵۔
- (۸۲) القواعد الحسان، عبدالرحمن بن ناصر السعدی، ص ۷، مکتبۃ المعارف الرياض۔
- (۸۳) المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۵۴۔
- (۸۴) تفسیر ابن کثیر، علامہ ابن کثیر، جلد ۳، ص ۵۵۶، مطبعۃ دار السلام ریاض۔
- (۸۵) تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد ۱۰، ص ۳۲۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
- (۸۶) الجامع لاحکام القرآن، امام قرطبی، جلد ۷، ص ۲۲۷، مکتبۃ الغزالی دمشق۔
- (۸۷) احکام القرآن، امام ابوبکر الحصاص، جلد ۳، ص ۳۷۰، دار الکتب العربیۃ بیروت۔
- (۸۸) تمام المنة، علامہ البانی، ص ۴۱، دار الراية ریاض۔
- (۸۹) اضواء البيان، علامہ شنیطی، جلد ۶، ص ۵۸۹۔
- (۹۰) ماہنامہ اشراق، اگست ۲۰۰۵، ص ۳۷۔
- (۹۱) لسان العرب، ابن منظور الافریقی، جلد ۱، ص ۲۹۸، دار صادر بیروت۔
- (۹۲) فتح الباری، علامہ ابن حجر عسقلانی، جلد ۸، ص ۵۳۰، المکتبۃ السلفیۃ۔
- (۹۳) فتح الباری، علامہ ابن حجر عسقلانی، جلد ۸، ص ۵۳۰، المکتبۃ السلفیۃ۔
- (۹۴) تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد ۱۰، ص ۳۲۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
- (۹۵) تفسیر کبیر، امام رازی، جلد ۱۳، ص ۲۲۶، دار الکتب العلمیۃ طہران۔
- (۹۶) ماہنامہ اشراق، اگست ۲۰۰۵، ص ۳۷۔
- (۹۷) رواہ البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة۔
- (۹۸) تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد ۹، ص ۳۴۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
- (۹۹) تفسیر بغوی، امام بغوی، جلد ۴، ص ۴۴۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
- (۱۰۰) تفسیر کشاف، علامہ زمخشری، جلد ۳، ص ۸۶، طہران۔
- (۱۰۱) اصول الفقہ الاسلامی، ڈاکٹر وحید الزہیلی، جلد ۱، ص ۳۶۲، مکتبۃ رشیدیہ کوئٹہ۔